قصیدہ در مدح سید الشہداء حضرت امام حسین۔

مولانا سید ساجد حسین صاحب فہیمؔ جائسی

بشر جلنے ہی کی خاطر ہو دنیا میں اگر پیدا
کرے اللہ سوز عشق و الفت میں اثر پیدا

عیاں اعجاز آہ آتشیں برعکس ہوجائے
ہوائے گرم سے ہو دل میں نخل بار ور پیدا

قفس لذت کش پرواز کی خاطر قیامت ہے
نہ ہوتے کاش پہلے سے یہ مشت بال و پر پیدا

کنارے زخمِ دل کے جائے مژگاں زخم سوزاں ہیں
سکوں کیونکر کرے رعشہ میں دست بخیہ گر پیدا

مجھے ناپید دردِ ہجر کردے گا زمانے سے
مرض کا میرے ہوگا کوئی جب تک چارہ گر پیدا

شب تیرہ کا میری تیرہ بختی سے نمو ہوگا
مری زردئ رخ سے ہوگا ہنگام سحر پیدا

نرالا نظم و نسق ملکِ الفت ہوگا عالم میں
مری گرمئ داغ دل سے ہوگی دوپہر پیدا

نسیم صبح کا انداز ہوگا ٹھنڈی سانسوں میں
کرے گی نہر جاری باغ میں ہرچشم تر پیدا

بنے گی موجِ طوفاں بیقراری قلب مضطر کی
مری تقدیر کی گردش سے ہوں گے سو بھنور پیدا

جو ٹپکے رنگِ خونِ دل، جگر ہمراہ اشکوں کے
مری خونابہ افشانی سے ہوں لعل و گہر پیدا

کبھی تو دیکھ لیں گے قلب کے چشم تصور سے
کہ ہوگا رشتۂ الفت سے خود تارِ نظر پیدا

برنگِ نکہت گل ان کی خاطر میں سمائیں گے
کریں گے بے نشاں ہوکر کسی کے دل میں گھر پیدا

نہ جڑ بنیاد صندل کی کہیں بھی تھی زمانے میں
مجھے سودائے گیسو کا تھا جب سے دردِ سر پیدا

شعائیں گردِ رخ تارِ نظر سے پھوٹ نکلیں گی
کریں گے حسن کے جوہر خود اربابِ نظر پیدا

ہلال انتیسویں کا اس کو اربابِ نظر سمجھیں
نشاں بند کمر کا ہو، تو ہو ان کی کمر پیدا

ہے نخل عشق کا پھل اس طرح مجھ زار کی خاطر
ہوخشکیدہ شجر کی شاخ میں جیسے ثمر پیدا

پڑھوں اک مطلعِ تازہ جو افراط مسرت میں
تو بدلے رنگ پیشیں اور ہو رنگ دگر پیدا

مطلع

سکوں ہو گردشِ گردونِ دوں میں کچھ اگر پیدا
کرے ساعت خوشی کی دورۂ شمس و قمر پیدا

سہے ظلم و ستم یہ رات دن کیوں مادر گیتی
کہ بدلے آدمی کے بطن سے ہوں جانور پیدا

جو ہوتی شاعری بیکار و آساں تو زمانے میں
نہ کرتا اکتسابِ فن میں کوئی دردِ سر پیدا

نہ معنی فہم جو ہو کیا کرے گا وہ سخن سنجی
کہاں سے ہوگی اس میں قابلیت اس قدر پیدا

تمیز نیک وبد بے چشم بینا ہو نہیں سکتی
نظر اتنی کرے پہلے کوئی بالغ نظر پیدا

برے اچھے سبھوں کو ایک لاٹھی سے ہکا دینا
اسی سے تو ہے اقلیم سخن میں شورو شر پیدا

نہ رہ جائے گی باقی جس زمانے میں سخن سنجی
کرے گا خاک کوئی ایسے عالم میں ہنر پیدا

جو ہونگے جمع ناانصاف وبداخلاق محفل میں | نہ ہوگا کیوں سخندانوں کو پھر دردِ جگر پیدا
یہ مانا ہم نے یہ دنیا ازل سے اعتباری ہے | کلام ان کے نہایت کرتے ہیں دل میں اثر پیدا
صفائی اور ذاتی قابلیت دیکھ لینے کو | مناسب ہے بشر انصاف کی کرلے نظر پیدا
قصیدہ مدح کا ہے اے فہیمؔ اب خامے کو روکو | تمہیں کو کیوں ہوا ہے بے سبب جوش اس قدر پیدا
الٰہی کر مری آہوں میں تاثیر اس قدر پیدا | کہ اس کے دل میں بھی ہو میری الفت کا اثر پیدا
جو مثل ماہیٔ بے آب یاں فرقت میں دل تڑپے | نہ ہو درد جدائی کچھ تو ہو دھڑکن مگر پیدا
نکلتی ہو مری جانِ حزیں یاں جسم لاغر سے | دم ان کا کچھ تو گھبرائے ہو اتنا ہی اثر پیدا
کیا بدنام مجھ کو اس کی تکمیل محبت نے | مگر اس عیب میں بھی کرلیا دل نے ہنر پیدا
مکاں میں اپنے میرے ٹکٹکی کا باندھنا دیکھیں | کرے وہ آنکھ ان کا حلقۂ زنجیر در پیدا
خزاں میں ہو اگر آمد نسیم نوبہاری کی | ہو رنگ زرد گل میں عالم گردِ سفر پیدا
نمو اللہ اکبر فصل گل میں ہو تو ایسا ہو | نئے سر سے ہوئے فطرس کے جس میں بال و پر پیدا
تجلی دوجہاں میں ہے ادھر پیدا اُدھر پیدا | کہاں تک ایسے عالم میں کرے وسعت نظر پیدا
سنایا مژدۂ جاں بخش یہ بادِ بہاری نے | ہوا ہے سوم شعباں کو زہراؑ کا قمر پیدا
پیمبرؐ کی زباں جس کے دہانِ تنگ تک پہونچی | ہوا وہ حجت حق دلبر خیر البشر پیدا
کلیجہ بڑھ گیا ہاتھوں خوشی کے مارے زہراؑ کا | مطہر بطن اقدس سے ہوا لخت جگر پیدا
قیامت تک کیا قائم نبیؐ کے دین کو جس نے | ہوا اقلیم شرع پاک میں وہ دادگر پیدا
خدا کے گھر میں جس کے باپ کو حکمِ ولادت تھا | ہوا گھر میں نبیؐ کے آج وہ رشکِ قمر پیدا
زیارت کررہی ہیں غرفہ ہائے خلد سے حوریں | بصارت نور خالق سے ہوئی ہے اس قدر پیدا
نہ دوبحر شرافت یوں جو دنیا میں بہم ہوتے | تو ہوسکتے تھے کیونکر ایسے مرجاں اور گہر پیدا
ہوا ہے اور نہ ہوگا دونوں عالم میں قیامت تک | حسینؑ ابن علیؑ سا خسر وِ جن و بشر پیدا
چلا آتا ہے بہر تہنیت مجمع ملائک کا | ہے زہرا کے مکاں سے عرش تک اک رہگذر پیدا
لبوں پر مسکراہٹ ہے خوشی سے سرخ چہرہ ہے | شجاعت کا ہے سیمائے مبارک سے اثر پیدا
شکن سے یہ جبین پاک کی اظہار ہوتا ہے | تکدر دل میں کچھ رہ رہ کے ہوتا ہے مگر پیدا
عطش میں اصغرؑ ششماہہ تک دے دے گا جاں اپنی | کرے گا نام امت کے لئے وہ نامور پیدا
تمامی امت خیرالبشر جاتی جہنم میں | نہ ہوتا شاہِ دیں سا محسنِ امت اگر پیدا
نہ ہوتے مورد قہر و غضب گر مبغضیں ان کے | تو خالق غیر جنت کس لئے کرتا سقر پیدا
کیا کرتا جو گردش ناموافق ان کے اعدا کے | نہ ہوتا گنبدِ گرداں کو یہ دوران سر پیدا
خیال امتِ عاصی ابھی سے دل میں آتا ہے | کوئی اس سن میں کرسکتا ہے کب اتنا جگر پیدا
اشارہ جو یہ کردیں ہوا ابھی شق القمر پیدا | انہیں کی تیغ کی ضربت سے ہے فتح وظفر پیدا

نہال ان کی تولا کرتی ہے تازہ نہالوں کو / شجر میں ہوتے ہیں ان کی محبت سے ثمر پیدا

امامِ تشنہ لب سایہ طلب کرتے اگر رن میں / خدا کرتا مقابل مہر کے اک چتر زر پیدا

دکھاتے گر جہاں میں انتہا اپنی سخاوت کی / تو ہوتے بحر جاری اور کبھی ہوتا نہ بر پیدا

اثر کرتیں اگر دشت و جبل پر قہر کی نظریں / تو جائے سنگریزہ ہوتے سب لعل اور گہر پیدا

لٹایا مال دی اولاد تم نے راہ خالق میں / کریم النفس ہوناہے اسی سے سربسر پیدا

دیا سربھی عطش میں تین دن کی اور تہہِ خنجر / نہ دم مارا شجاعت اس سے بھی ہے کس قدر پیدا

کرے گردش اگر گردونِ گرداں روز محشر تک / سخی تجھ سا نہ ہوگا اے امام بحر و بر پیدا

فہیمؔ بے نوا پر بھی نظر الطاف کی کیجئے / نہ ہوگا کوئی اس سا گو جہاں میں بے ہنر پیدا

دعا پر اب قصیدہ ختم کرکے عرض کر شہ سے / زمانے میں نہ ہوگا کوئی تم سا دادگر پیدا

مگر کرتی ہے ذرہ کو ستارہ مہر حضرت کی / توجہ خاطر اقدس کی کچھ تو ہو ادھر پیدا

زمانہ مدتوں سے پیستاہے مثل سرمہ کے / تحمل ایسے عالم میں کرے کیونکر بشر پیدا

عریضہ پر عریضہ خدمتِ اقدس میں دیتاہوں / نہیں ہوتی بحالی کی کوئی صورت مگر پیدا

عطا ہو دل کو اطمینان مطلب سارے برآئیں / ہر اک رنج ومصائب سے ہو دنیا میں مفر پیدا

نجات وبخشش وغفراں ہو حاصل بعد مرنے کے / گناہوں کی سیاہی سے نہ واں ہو کچھ ضرر پیدا

نہیں مطلب کہ دنیا مجھ پہ باغ خلد ہوجائے / مگر ہو نخل الفت کا یہاں بھی کچھ ثمر پیدا

ترے اعدا کی خاطر زندگی ہی میں جہنم ہے / دلوں میں ان کے خودرہ رہ کے ہوتاہے شرر پیدا

محبوں کو نوید جنت الماوی مبارک ہو / جگہ تیرے معاند کی ہو مابینِ سقر پیدا

رئیس اظہرحسن سا بھی ہے نادر اس زمانے میں / کہیں ہوتے ہیں ایسے قدر دان ذی ہنر پیدا

بلایا پہلے مجھ کو شرکتِ میلاد کی خاطر / مگر محرومی قسمت کا تھا اس میں اثر پیدا

روانہ پھر کیا ملفوف مجموعہ قصائد کا
مزید اس میں بھی تھی چشم عنایت کی نظر پیدا

قصیدہ درمدح فرزند رسولؐ حضرت امام حسین۔

مصور فطرت مرزا تصدق حسین صاحب صدقؔ جائسی

وہی اس دل کے آہوں میں بھی کردے گا اثر پیدا / کئے ہیں جس نے یہ دن رات یہ شام وسحر پیدا

مرے دل کی لگی بھی وہ بجھاسکتاہے دم بھر میں / جو کرسکتاہے قلبِ سنگ خارا میں شرر پیدا

خطا ہمدم محبت میں نہ دل کی ہے نہ آنکھوں کی / مری تقدیر ہی میں تھا کہ ہو سودائے سر پیدا

خدا رکھے سلامت جذبۂ شوقِ شہادت کو / دلِ قاتل میں خود اک روز ہوجائے گا گھر پیدا

کسی کی کیا خطا مجھ کوتو ان کے رشک نے مارا / جو رکھیں ہاتھ وہ دل پر تو ہو دردِ جگر پیدا

اگر سر میں ہے سودائے نسیم کوچۂ جاناں
فنا کا ذوق بھی کر صورت شمع سحر پیدا

جو چاہے امتحاں گاہِ وفا میں سرخرو رہنا
حسینؑ ابن علیؑ کی طرح کر قلب و جگر پیدا

حسینؑ ابنِ علیؑ نورِ نگاہِ احمدؐ وحیدرؑ
ہوئے جن کی غلامی کے لئے جن وبشر پیدا

امام سومی مہرِ سپہر عزت وتمکیں
ہوا ہے تیسری شعباں کو جو رشک قمر پیدا

دعا میں عاصیوں کی ہوگیا رنگِ اثر پیدا
ہوا آخر شفیع امت خیرالبشر پیدا

ہوس ہے خضر کونقش قدم پر جس کے چلنے کی
ہوا قسمت سے گمراہوں کی ایسا راہبر پیدا

تصدق خلد کے پھل جس پہ ہیں اے بنت پیغمبرؐ
ہوا لو آج نخل آرزو میں وہ ثمر پیدا

صدف جس درّ غلطاں کا ہے بطن فاطمہؑ زہرا
ہواہے قسمت حیدرؑ سے وہ عالی گہر پیدا

خدا و مصطفیؐ جس کی کرینگے ناز برداری
علیؑ مرتضیٰ کے گھر ہواہے وہ پسر پیدا

قوی اسلام کا دل ہوگیا اس کی ولادت سے
ہوئی دین مبیں کی آج گویا اک سپر پیدا

خدا کے شیر کا فرزند ہوں تیور یہ کہتے ہیں
ہوا ہوگا زمانے میں نہ مجھ سا شیر نر پیدا

نظر کہتی ہے آنکھوں میں سماتا ہی نہیں کوئی
زمانہ کرسکے گا پھر نہ مجھ سا پر جگر پیدا

عیاں بشرے سے ہے پہلومیں اپنے دل وہ رکھتا ہوں
کبھی جس دل میں ہوسکتا نہیں خوف وخطر پیدا

رہے گی دھاک میری حشرتک ہیبت یہ کہتی ہے
ہواہے اور نہ ہوگا کوئی ایسا ذی اثر پیدا

گلِ رخسار شہؑ کا یہ فلک والوں سے دعویٰ ہے
کہاں یہ بات کرسکتاہے گردوں پر قمر پیدا

نورهدایت فاؤنڈیشن میں "شیعہ نیشن ڈے"

۱۳؍رجب ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶؍جون ۲۰۱۱ء کونورہدایت فاؤنڈیشن میں ''شیعہ نیشن ڈے'' منایا گیا جس میں مضامین نگار حضرات اور شعرائے کرام نے مدح امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد غفرانمآبؒ کے کارناموں خصوصاً ہندوستان میں شیعوں کی پہلی نماز جماعت (۱۳؍رجب ۱۲۰۰ھ اور پہلی نماز جمعہ ۲۷؍رجب ۱۲۰۰ء) کے قیام کا ذکر کیا۔ واضح رہے کہ ۱۳؍رجب ۱۲۰۰ھ سے ہی حضرت غفران مآبؒ نے ہندوستان میں شیعوں کو بحیثیتِ قوم منوانے کی تحریک شروع کی تھی۔ مقالہ نگار حضرات نے حمدِ پروردگار ونعت سرور کائناتؐ کے بعد غیر منقسم ہندوستان میں غفرانمآبؒ کا پہلی بار نماز جمعہ کے قائم کرنے کا محققانہ انداز میں تذکرہ کیا۔

غفران مآب علیہ الرحمۃ کی تحریک

(۱) اپنے عقائد سمجھو (۲) اپنے مذہبی اعمال بجالاؤ (۳) اپنی مذہبی حیثیت کے اظہار میں تامل نہ کرو۔ یہ ایسی تحریک ہے جسے ہر وقت زندہ رکھنے کی ضرورت ہے اور اسی تحریک نے ہندوستان میں شیعوں کے وجود کو ظاہر کیا۔ بہتر ہے کہ ہم سب ۱۳؍رجب کو تھوڑے ہی وقت کے لئے سہی ''شیعہ نیشن ڈے'' منائیں اور اس تحریک کو

التماس ترحیم

مومنین کرام سے گزارش ہے کہ ایک بار سورۂ حمد اور تین بار سورۂ توحید کی تلاوت فرما کر جملہ مرحومین خصوصاً مرزا محمد اکبر ابن مرزا محمد شفیع کی روح کو ایصال فرمائیں۔

محمد عالم: نکّر پرنٹنگ اینڈ بائنڈنگ سینٹر
حسین آباد، لکھنؤ